مثنوی کیا ہے؟

Teaching Lecture

Subject : Urdu

Class : B.A. (Hons.) I

Topic : Masnawi kiya hai?

Author : Dr. Fatahullah Quadri

Lecture Series No. : 22

جواب : مثنوی اس نظم کو کہتے ہیں جن میں شعر کے دونوں مصرعے مقفی ہوں اور قافیہ و ردیف کے لحاظ سے ہر شعر الگ الگ ہوں، مگر ان میں ایک ہی سلسلے کے خیالات مربوط اور مسلسل بیان ہوئے ہوں، ساتھ ہی ہر شعر ہم وزن بھی ہوں۔

لغت میں مثنوی کے معنی دو اور دو کہا گیا ہے، چوں کہ مثنوی کا ہر شعر دو ہم ردیف و ہم قافیہ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس لیے اسے مثنوی کہتے ہیں۔

یہ اشعار دیکھئے:

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا ے سبب باغ مہکا ہوا
شگوفہ کوئی اور کئی کام روپ
کوئی چت لگن اور کوئی شام روپ

یہ دونوں اشعار مثنوی سحر البیان کے ہیں، پہلے شعر کی ردیف ''ہوا'' اور قوافی ''دہکا'' ''مہکا'' ہیں، دوسرے شعر کی ردیف ''روپ'' اور قوافی ''کام'' اور ''شام'' ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اشعار دونوں مختلف غزلوں کے مطلعے ہیں، اسی طرح مثنوی کے تمام اشعار بے شمار غزلوں کے مطلع معلوم ہوتے ہیں، گرچہ ان کا وزن ایک ہی ہوتا ہے۔

مثنوی کے لیے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے، مگر تمام اشعار ایک ہی وزن میں ہوتے ہیں، قدیم اساتذہ نے مثنوی کے لیے سات بحریں مخصوص کر دی تھیں، بیسویں صدی کے مثنوی نگار نے یہ قید بھی ختم کر دی ہے، مثنوی کے موضوعات پر بھی مقرر نہیں ہیں، عام طور پر اصل قصے میں عشقیہ داستان بیان کی جاتی ہے، لیکن اصل قصہ کے علاوہ مناظر قدرت، فلسفہ و تصوف کے طویل مباحث حسن و عشق کی کیفیات، شادی اور موت کی رسمیں، اخلاقی قصے اور نصیحتیں وغیرہ بھی پیش کی جاتی رہی ہیں، جدید دور میں

سائنسی، مذہبی اور عوامی موضوعات پر بھی مثنویاں لکھی جا رہی ہیں۔

اردو زبان میں غزل اور قصیدے کی طرح مثنوی بھی فارسی سے آئی ہے، اس لیے مثنوی کے اجزائے ترکیبی اردو میں کم وبیش وہی ہیں جو فارسی میں ہیں، یہ اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

(۱) حمد، نعت، منقبت اور مناجات (۲) مدح بادشاہ

(۳) تعریف شعر وسخن (۴) سبب تالیف

(۵) اصل قصہ

مثنوی تفصیل کے ساتھ اور ارتقائے خیال کے ساتھ کسی واقعے کو بیان کرنے کا فن ہے، اس میں وسعت ہے اور دورنشاط کی پیداوار ہے، اس کی تخلیق کے لیے ذہنی یک سوئی اور اطمینان کا ہونا ضروری ہے۔

اردو میں مثنویوں کی تاریخ بہت پرانی ہے، مثنوی ''کدام راؤ پدم راؤ'' نویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے، نظامی کی مثنوی ''کدام راؤ پدم راؤ' اب تک کی تحقیق کے مطابق اردو کی سب سے پہلی مثنوی ہے، دکن میں مختلف موضوعات پر بھی مثنویاں لکھی گئیں اور گولکنڈہ اور بیجاپور کی ریاستوں میں چوں کہ معاشی فارغ البالی کے سبب ذہنی سکون میسر تھا، اس لیے مثنویوں کی خوب ترقی ہوئی۔

ڈاکٹر سید اعجاز حسین کے قول کے مطابق:

''جس طرح شمالی شاعروں میں کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے غزل نہ کہی ہو۔ اسی طرح دکن کے شاعروں میں مشکل سے کوئی ایسا شاعر ہوگا جس نے مثنوی نہ لکھی ہو۔''

دسویں صدی ہجری کے شروع میں اور گیارہویں صدی ہجری کے اواخر تک دکن میں مذہبی، تاریخی، عشقیہ ہر طرح کی مثنویاں لکھی گئیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں اردو شاعری کا مرکز شمالی ہند میں منتقل ہوگیا۔ ابتداء میں چونکہ ریاسی وسماجی حالات یہاں بھی موافق رہے اس لئے مثنوی نگاری کے اچھے نمونے سامنے آئے۔ جعفر زٹلی سے شاہ حاتم تک ہر شاعر نے مثنوی لکھی اور اسی زمانہ میں میرؔ جیسا شاعر پیدا ہوا۔ جس نے واردات عشق کی بڑی اچھی تصویر پیش کیں۔ دردؔ کے چھوٹے بھائی میر اثرؔ نے بھی اسی زمانے میں ''خواب وخیال'' کے نام سے ایک مثنوی لکھی جس کے اثرات بعد کے مثنوی نگاروں پر پڑے، خصوصاً اختلاط کے بیان اور سراپا نگاری کے لحاظ سے یہ مثنوی انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁